ڈاکٹر محمد ریاض

فارسی نعتیہ شاعری

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم انسانِ کامل ہیں اور باری تعالیٰ نے خود بھی ان کے بعض اخلاقِ حسنہ کی تمدیح فرمائی ہے۔[1] آپ کی ذاتِ ستودہ صفات ہر دور کے جملہ انسانوں کے لیے نمونہ ہے، اس لیے آپ کی نعوت کا تنوع واضح ہے۔ عرب شعرائے معاصر[2] سے لے کر موجودہ زمانے تک کے شعرا کے ذریعے مختلف زبانوں میں آپ کے اوصافِ حمیدہ کے بارے میں جو نعتیں لکھی گئی ہیں، وہ کئی دفاتر میں بھی نہیں سماتیں اور یہ سلسلہ ابدالآباد تک رہے گا۔ عربی نعتوں کے ضمن میں "نعت النبی فی الادب العربی" نام کی ایک کتاب موجود ہے اور ماہنامہ "فکر و نظر" کے چند شماروں میں ایک ممتد بحث بھی کچھ ایام قبل شائع ہو چکی ہے۔ "مخزنِ نعت" اور "ارمغانِ نعت" نام کی کتابوں[3] میں اردو کے علاوہ بعض عربی اور فارسی نعتیں بھی موجود ہیں مگر ہمارے پیشِ نظر فارسی نعتوں کی ایک خاصی جامع کتاب "نعت حضرت رسولِ اکرمؐ در شعرِ فارسی"[4] ہے۔ ان کتابوں کے علاوہ شعرائے فارسی کے دواوین کی مدد سے یہ گفتارِ معاونت ترتیب دی جا رہی ہے۔

فارسی زبان والے مناطق میں اسلام پہلی صدی ہجری کے اواخر تک پھیل چکا تھا مگر اس زبان کی اقدم شاعری کے نمونے تیسری صدی ہجری (نویں صدی عیسوی) سے دستیاب ہیں۔ قدیم تر فارسی شعرا نے نعت سرائی کی ہو، مگر ان شعرا کی نعتوں کے نمونے ہمیں دستیاب نہیں ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ

---

[1] مثلاً وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم (قلم : ۴)
یعنی اے پیغمبرؐ آپ بے شک خلقِ عظیم کے مرتبے پر فائز ہیں۔

[2] جیسے حضرت کعب بن زہیر (م ۲۴ھ) اور حضرت حسانؓ بن ثابت (م ۶۰ھ)

[3] ارمغانِ نعت مرتبہ شفیق بریلوی کراچی ۱۹۷۶ء (طبع ۱۹۸۴ء)، مخزنِ نعت مرتبہ محمد اقبال جاوید لاہور ۱۹۷۹ء ص ۹۴

[4] مولفہ سید ضیاء الدین دہشیری تہران (انتشارات دہخدا) ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۶۹ء، ص ۹۰۰

نعت سرائی کی طرف خصوصی توجہ مشہور مفکر اور صوفی شاعر حکیم سنائی غزنوی (م ۵۳۵ھ) نے سب سے پہلے کی۔ خاقانی شروانی (م ۵۹۵ھ) کی نعتیں بڑی فکر انگیز ہیں مگر مجموعی طور پر وہ سنائی کے مقلد تھے۔ خاقانی کے معاصر مشہور خمسہ سرا نظامی گنجوی (م تقریباً ۶۱۰ھ) تھے جنھوں نے معراج نبوی کے واقعات اپنی پانچوں مثنویوں میں نئے طریقے سے لکھے اور متاخر خمسہ سراؤں جیسے امیر خسرو (م ۷۲۵ھ)، جامی (م ۸۹۸ھ) اور صرفی کشمیری (م ۱۰۰۳ھ) وغیرہم نے بھی یہی روش اپنائی اور نعت سرائی کے علاوہ واقعہ معراج کے کئی پہلو بھی نظم کرتے رہے ہیں۔ واقعۂ معراج کو، جیسا کہ آپ دیکھیں گے، دوسرے فارسی شعرا نے بھی لکھا ہے، مگر خمسہ سراؤں کی نعتوں میں اس کا التزام نظر آتا ہے۔

نعت نبوی کے موضوعات بے حد و عد ہیں جیسے سراپائے رسولؐ، مقام نبوت، نبی اکرمؐ کے اعلیٰ اخلاق و اوصاف، سیرت رسولؐ، زندگی رسولؐ کے مختلف واقعات نیز مولد و مدفن پیغمبر سے محبت کا اظہار۔ شعرا کا اپنا بیان عشق و محبت رسولؐ ان موضوعات پر مستزاد ہے۔ یہاں ہم چند فارسی شاعروں کی بعض نعتوں کی طرف ہی اشارہ کر سکیں گے کیونکہ یہ موضوع بے حد طول ہے۔

سنائی غزنوی

حکیم سنائی نے اخلاقی اور دینی قصائد میں متہم بالشان نکتے بیان کیے ہیں۔ ان کے ایک قصیدے کی تشبیب کے چند نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں:

اے سنائی گر ہمی جوئی ز لطف حق سنا	عقل را قربان کن اندر بارگاہ مصطفیٰؐ
دعا ہمہ او بود سے دام وز چون دود ازو	ناجوانمردی بود دی دوست، امروز ناآشنا
رحمۃ للعالمین[۵۵] آمد طبیب است زاو طلب	چہ از این عاصی و زآن عامی ہمی جوئی شفا؟
کآن شفا کز عقل و نفس و جسم و جان جوئی شفا	چون زاز دستور او باشد، شفا گردد شقا
کآن نجات و کآن شفا کارباب سنت جستہ اند	بو علی سینا[۵۶] ندارد در نجات و در شفا

---

۵۵ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین (الانبیاء: ۱۰۷)

۵۶ نجات اور شفا مشہور فلسفی اور طبیب بو علی سینا (م ۴۲۸ھ) کی تصانیف ہیں۔ سنائی نے ابن سینا اور دیگر فلسفیوں کی موشگافیوں پر کئی انتقادات لکھے ہیں مثلاً یہ شعر (سنا بمعنی روشنی):

کہ یارب مر سنائی را سنائے دہ تو در حکمت	چنان کز وے بر شک آید روان بو علی سینا

چنگ در فتراکِ او زن تا بحق یابی رہی　　سنگ بر قندیلِ خود زن تا زخود گردی رہا

این یکے گوید بفرمان "کاستجیبوا للرسول"[۵۴]　　وان دگر خواند ز ایمان "یفعل اللہ ما یشاء"[۵۵]

در حریمِ مصطفٰی بوبکرؓ وار اندر خرام　　تا سیہ روئی جفا بینی و خوبش خوئی وفا

خاکِ آدم ز آفتابِ جودِ او زر گشت از آنک　　خاکِ آدم را چنان بود او کہ مس را کیمیا

یعنی اے سنائی، اگر تجھے لطفِ حق سے روشنی اور ہدایت چاہیے تو بارگاہِ مصطفٰی میں اپنی عقل و کاردانی کو قربان کر دے۔ کل (گزشتہ تاریخِ اسلام میں) آپ ہی سب کچھ تھے مگر آج تم ان سے دور کیسے ہو گئے؟ کل کی حُب و دوستی کے مقابلے میں آج کی نا آشنائی ناجواں مردی کہلائے گی۔ آپ رحمۃ للعٰلمین اور طبیبِ مطلق بن کر آئے تھے۔ شفائے قلب ان سے مانگو۔ اِس گناہ گار اور اُس عوامی طبیب سے شفا کیا مانگتے ہو؟ جس نجات و شفا کی طلب عاملیتِ سنت کو ہے، وہ بو علی سینا کی "شفا" اور "نجات" نام کی کتب (فلسفہ و منطق) سے ہاتھ نہیں لگتی۔ کیوں کہ جس قسم کی شفا کی تجھے عقل، نفس اور جسم و جان کے توسط سے درکار ہے، وہ اگر نبی اکرمؐ کے دستور و سنت کے مطابق نہ ہو تو شقاوت و بدبختی بن جائے گی۔ خدا کی طرف راہ یابی کی طلب ہے تو آنحضرتؐ کے فتراک میں راہ ڈالو اور خود بینی سے رہائی حاصل کرنے کی خاطر اپنی قندیلِ پندار کو توڑ ڈالو۔ اچھے لوگ وہی ہیں جو فرمانِ رسولؐ پر لبیک کہتے اور قضا و قدر پر راضی رہتے ہیں۔ حریمِ مصطفٰی کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی طرح متمسک رہو تاکہ تمھیں ظلم و جفا والوں کی سیاہ روئی اور خوش خلقی والوں کی وفا شعاری کے فرق کا علم ہو سکے۔ آپؐ کے آفتابِ جود سے خاکِ آدم زرّیں بنی۔ خاکِ آدم کو آپ نے اس طرح مستنیر کیا ہے جس طرح تانبے کو کیمیاگری سے تابناک بنایا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا اشعار کو اعلیٰ درجے کی نعت کہا جائے گا۔ شرعِ مصطفٰی کی بے چون و چرا پیروی، متابعتِ رسول کی ضرورت و اہمیت، فلسفیانہ مباحث کی گم راہی اور نبی آخر الزماںؐ کے وجود کی معنوی قدامت کے بارے میں ان اشعار میں بلیغ اور صریح اشارے آتے ہیں۔ ان کی ایک دوسری نعت کے چند اشعار دیکھیے۔ ان کی نعوت میں قرآنِ مجید کی آیات کی طرف اکثر اشارے ہوتے ہیں:

---

۵۴ یا یہا الذین اٰمنوا استجیبوا للہ و للرسول اذا دعاکم۔ انفال: ۲۴　　۵۵ ابراہیم: ۲۷

روشن آن بودے کہ کمتر منزلش عالم بود — ختم آن صدورے کہ قبلہ اش حضرت اعظم بود

[illegible] گردد منور گر ہمہ جنت بود — ور زلبش یابد طہارت گر ہمہ زمزم بود

با لعمرک[9]، انبیا را نکہت رحمٰن کہ ہست — با عفاء اللہ[10] اولیا را زہرہ یک دم بود

با الم نشرح[11]، چہ گوئی مشکلے ماند ببند؟ — با فترضیٰ[12]، ہیچ عاصی در مقام غم بود؟

چرخ را از کاف لولاکش[13] کمر زرین بود — خاک را با احسا احمامش قبا مُعلم بود

ہر کہ در میدان مردی پیش او یک دم زند — رخش او گوسالہ گردد گر ہمہ رستم بود

در شبے کو عذر اخطانا[14] ہمی خواہد ز حق — جبرئیل آنجا چو طفل الکن و ابکم بود

حکم الا اللہ بر فرق رسول اللہ ببین — راستی زاین تکیہ گاہے آدمی را کم بود

گفتم اے بوبکر با احمد چرا یکتا شدی؟ — گفت ہر حرفے کہ ضعفے یافت آن مدغم بود

گفتم اے عمر تو دیدی بوالحکم[15] پس چہ بود؟ — گفت زمرد کہ سزائے دیدہ ارقم بود؟

گفتم اے عثمان چرا کشتہ شوغا شدی؟ — گفت خلخال عروس عاشقان زان دم بود

گفتم اے حیدر رمی از شاغر شیران بخور — گفت فتح باز فتح زادہ ملجم بود

باد را گفتم سلیمان را چرا خدمت کنی؟ — گفت از آن کش نام احمد نقش بر خاتم بود

اے سنائی از رہ جان گوئے مدح مصطفیٰ — تا ترا سوئے سپہر برترین سلّم[16] بود

سنائی کی اس نادر اور ایمان افروز نعت میں قرآن مجید اور احادیث رسولؐ کی طرف بلیغ اشارے آئے اور ان اشعار میں بے پناہ مکالماتی زور بھی ہے، جیسا کہ آخری شعر اس بات کا مظہر ہے۔ سنائی

---

[9] لعمرك انهم لفی سكرتهم يعمهون (الحجر: ۷۲) — اس آیہ مبارکہ میں رسول اللہ کی عمر کی قسم کو شعرا نے غیر معمولی محبوبیت کی علامت جانا ہے۔ غالب (م ۱۸۶۹ء) کا شعر ہے:

ہر کس قسم بدانچہ عزیز است میخورد — سوگند کردگار بجانِ محمدؐ است

[10] آل عمران: ۱۵۵

[11] الم نشرح لك صدرك (الانشراح: ۱)

[12] الضحیٰ: ۵

[13] لولاك لما خلقت الافلاك۔ حدیث موضوع ہے۔

[14] قرآن مجید ۲: ۲۸۶

[15] ابوالحکم یعنی دور اسلام کا ابوجہل۔

[16] سلّم، نردبان، سیڑھی

نعت سرائی کو عشق و اطاعتِ رسولؐ کا ایک پہلو سمجھتے اور اسے روحانی ارتقا کی خاطر ایک بہت بڑی سعادت اور کامرانی جانتے تھے۔

"اے سنائی، دل و جان سے نعتِ مصطفیٰؐ کہہ تاکہ وہ تیرے لیے عرشِ بریں کی طرف راہ یابی کا زینہ بن سکے۔"

جیسا کہ منقولہ بالا بعض اشعار سے واضح ہے، سنائی نعتِ رسولؐ کے ضمن میں منقبتِ صحابہؓ پر بھی توجہ دیتے اور عجیب نکتے پیدا کرتے رہے۔ ذیل میں ان کی ایک اور نعت کا انتخاب پیش کیا جاتا ہے۔ تلمیحات کو ہم حواشی میں واضح کر دیں گے:

چون بصحرا شد جمالِ سیدکونین از عدم	جاہِ کسریٰ زد بعالمہائے عزل اندر قدم
رایتِ نصرٌ من اللہ[۷] چون بیامد از عرب	آتش اندر زد بجانِ شہریارانِ عجم
خاک پائے بوذرؓش از یک جہان نوذر بہ است	در زِ نعلینِ بلالؓ او بہ از صد روستم
ہیچ اِلا شد سرنگون آن کس کہ او را گفت لا	وز سعادت بانعم شد آنکہ گفت او را نعم
تا بیانِ شرع و دینش را خداوند جہان	یاد کرد اندر کلام خود نہ افزون و نہ کم
صادقین بوبکرؓ بود و قانتین فرخ عمرؓ	منفقین عثمان، علی مستغفرین آمد بہم[۸]
مہترِ اولادِ آدم، خواجہ، سرِ دو جہان	آنکہ یزدانش امامت داد بر کلِّ امم
در سخن جز نامِ او گفتن خطا باشد خطا	در ہنر جز نعتِ او ستم باشد ستم
اے سنائی جز بمدح این چنین سید مگوے	ناتوانی جز بنامِ نیک گشتاسے دم

اب تک ہم نے "دیوانِ سنائی" سے نعتوں کے انتخابات نقل کیے ہیں۔ حکیم موصوف کی جملہ مثنویوں[۹] میں بھی نعتیں موجود ہیں۔ ان نعتوں میں فضائلِ رسولؐ، سراپائے نبیؐ اور مرتبۂ نبوت وغیرہ کا بیان ہے۔ مثلاً ذیل کے تین نمونے:

---

۷ له نصرٌ من اللہ و فتحٌ قریب۔ (الصف: ۱۳) ۸ له آل عمران : ۱۷

۹ له [illegible] کی یہ مثنویاں ہیں: حدیقۃ الحقیقہ، سیر العباد الی المعاد، طریق التحقیق، غریب نامہ، تجربۃ العلم اور کارنامۂ بلخ۔ مگر ان مثنویوں میں سے [illegible] کے نام بھی ہیں۔

احمد مرسل آن چراغ جهان
رحمت عالم آشکارا و نهان

آمد اندر جهان جان هر کس
جان جانها محمدؐ آمد و بس

شرع او را فلک مسلّم کرد
خانه بر بام چرخ اعظم کرد

پیش او سجده کرده عالم دون
زنده گشته چو مسجد ذوالنون[۲۰]

زبده، جان پاک آدم از او
معنی بکر لفظ محکم[۲۱] از او

هم عرب هم عجم مسخّر او
لقمه خواهان رحمت در او

گفت او را بوقت وحی و وجل[۲۲]
جبرئیلؑ امین که "لا تعجل..."[۲۳]

رحمت آب و گل در این عالم
رحمتش نام کرده فضل قدم

قدر شبهای قدر از گل او
نور روز قیامت از دل او

غرض کن، حکم در ازل او
اوّل الفکر و آخر العمل او

بوده اول به خلقت بصورت
وآمده آخر از پی دعوت

شرع و دین چار طبع و شش سوی او
عقل و جان گوهر دو گیسوی او

چون تو بیماری از هوی و هوس
رحمة للعلمین طبیب تو بس

هر که را از هلال مایه بود
خرد مصطفاش دایه بود

سوی حق بی رکاب مصطفویؐ
نرود پایت او چه بس بدوی

قول او ختم دان تو چو قرآن
لفظ او جزم دان تو چو فرقان

مالک دین و ملک و داد است او
هرچه بایست داد، داده است او

تا مرا دانش است و دین دارم
دامنش را ز دست نگذارم

۲۰؎ ذوالنون، حضرت یونسؑ اور مسجد ذوالنون یعنی شکم ماہی
۲۱؎ قرآن مجید ۳ : ۷
۲۲؎ وجل، خوف و ہراس
۲۳؎ قرآن مجید، طٰہٰ : ۱۱۴

معراج نبیؐ کا واقعہ دنیا کے بدیع اور بے نظیر واقعات میں سے ہے۔ حکیم سنائی نے نعت نبویؐ کے ضمن میں معراج شریف کے واقعے پر بھی کافی لکھا ہے۔ مثلاً ایک مثنوی میں وہ اس طرح آغاز کلام کرتے ہیں:

برنهاده ز بهر تاج قدم	پای بر فرق عالم و آدم
دو جهان پیش همتش به دو جو	سر "مازاغ وما طغی" بشنو[۲۴]
گفت "سبحان الذی اسری"[۲۵]	شده زآنجا به مسجد اقصی
در شب از مسجد حرام بکام	رفته و دیده و آمده به مقام
بنموده بدو عیان مولی	آیة الصغری و آیة الکبری[۲۶]
یافته جای خواجه عقبی	قبه ضرب لیلة القربی
شده از صخره تا سوی رفرف	قاب قوسین عطف کرده بکف
برنهاده خدای در معراج	بر سر ذاتش از "لعمرک" تاج
با "فترضی" دل تباه کراست؟	با "لعمرک" غم گناه کراست؟
کرده ناهید از غمش توبیخ	خوانده تاریخ هیبتش مریخ
بوده برجیس چون دبیر او را	چون کمان خم گرفته تیر او را
چشم جمشید مانده در ابروش	قرص خورشید مهرهٔ گیسویش
رنگ رخسارهٔ زحل کاهش	نقش پیشانی قمر نامش
نعت رویش ز "والضحی" آمد	صفت زلف "اذا سجی" آمد

خاقانی شروانی

حکیم خاقانی کے قصائد اور دیگر اشعار کی طرح ان کی نعتیں بھی فکر انگیز اور ادق ہیں۔ نعتیں ان کے دیوان میں بھی ہیں اور مثنوی تحفۃ العراقین میں بھی۔ یہ مثنوی ان کے حج اور زیارت کے زمانے (۵۶۹ھ) کی یادگار ہے۔ پہلے ان کے دیوان میں سے ایک نعت رسولؐ کے چند اشعار دیکھیں:

۲۴ھ سورۃ النجم   ۲۵ھ آغاز سورۂ بنی اسرائیل

۲۶ھ سورۃ النجم   ۲۷ھ سورۃ الضحی

وندانہ ہائے تاج شرع مصطفیٰ ست — عقل آفرینش از بنِ دندان کند ضمان

آنجا کہ دم کشاد سرافیل دعوتش — جان باز یافت پیر سراندیب[۲۸] در زمان

وآنجا کہ کوسِ دولتِ او کوفت "لا الٰہ" — آواز "قد صدقت" بر آمد ز لامکان[۲۹]

آن شاہد "لعمرک" و شاگرد "فاستقیم" — مخصوصِ "قم فانذر" و مقصودِ "کن فکان"[۳۰]

آدم بہ گاہوارۂ او بود شیر خوار — ادریسؑ ہم بہ مکتبِ او گشتہ درس خوان

مہ را دو نیمہ کردہ بہ دست چو آفتاب — سایہ نہ بر زمینش و از ابر سائبان

"حبل اللہ" است متکفان را دو زلفِ او — ہم روزِ عید و ہم شبِ قدر اندرو نہان

بر بامِ سدرہ تا درِ "ادنیٰ" فگندہ رخت — روح القدس دلیلش و معراج نردبان[۳۱]

جبریل ہم بہ نیمہ رہ از بیم سوختن — بگذاشتہ رکابش و برتافتہ عنان

ہر داستان کہ آن نہ ثنائے محمد است — دستانِ کاہنان شمر آن را نہ داستان

خواہی کہ پنج نوبتِ "الصابرین"[۳۲] زنی — تعلیم کن ز چار خلیفہؓ طریقِ آن

از صادقین وفا طلب از قانتین ادب — از متقین حیا و ز مستغفرین بیان[۳۳]

خاقانی کے دیوان کی طرح ان کی مثنوی تحفۃ العراقین میں بھی کئی نعتیں موجود ہیں۔ ہم شاعر کے نعتِ کا صرف ایک نمونہ پیش کر رہے ہیں:

اے سجدۂ انبیاء بیانت — محرابِ ملائک آستانت

قارون شدہ از عطاتِ موسیٰ — ہارون در سراتِ موسیٰ

این عالم پیر طفل دیدار — چون پیر زنے تو را پرستار

خاقانی را بہ نیم فرمان — از پنجۂ این عجوز برہان

اے حکم تو صیقلی نمودہ — شمشیرِ زبانِ من زدودہ

---

۲۸ پیر سراندیب یعنی ابوالبشر حضرت آدمؑ

۲۹ قرآن حکیم ۱۰۵ : ۳۷

۳۰ ہود: ۱۱۲ - المدثر: ۱، ۲

۳۱ سورۃ النجم

۳۲ قرآن حکیم ۱۷ ، ۳

۳۳ ایضاً

تیغم ز ثنائے تو است مظہر   ہم گوہر دار و ہم حلی ور
تیغم چو گرفت نورِ رایت   شد زیبِ رکابی ثنایت
منشور امارتم تو دادی   این تاج تو بر سرم نہادی
اے خواجۂ صد ہزار خاقان   خاقانی را غلامِ خود دان ...

می گنجوی

جیسا کہ ابتدا سے مقالہ میں لکھا گیا، نظامی خمسہ سرائی کے مبتکر ہیں اور انھوں نے ان مثنویوں نعت کے ضمن میں واقعۂ معراج کے بیان کا التزام کیا اور ان کے پیرو متاخر خمسہ سرا بھی اس روش ام زن رہے ہیں۔ نظامی کے دیوان اور خمسہ (مخزن الاسرار، خسرو و شیریں، لیلیٰ و مجنوں، ہفت پیکر اشرف نامہ) میں کئی ایمان افروز نعتیں موجود ہیں مگر ہم یہاں ان کی پہلی مثنوی مخزن الاسرار کی ایک ت کے چند شعر نقل کر رہے ہیں۔ اس مثنوی کو نظامی نے عنفوانِ شباب میں لکھا تھا۔

تازہ ترین سنبل صحرائے ناز   خاصہ ترین گوہر دریائے راز
شمسہ نہ مسند، ہفت اختران   ختم رسل، خاتم پیغمبران
احمد مرسل کہ خرد خاک اوست   ہر دو جہان بستۂ فتراکِ اوست
سدرہ ز آرائش صورت تہی است   عرش در ایوانِ تو کرسی نہی است
اے مدنی برقع و مکی نقاب   سایہ نشین چند بود آفتاب ؟
شب بسرِ راہ یمانی در آر   سر چو مہ از بردِ یمانی بر آر

: عطار (م ۶۱۸ھ)

شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری، سنائی اور مولانائے روم (م ۶۷۲ھ) کا درمیانی واسطہ اور بہت سے مصنف اور شاعر ہیں۔ ان کے دیوان اور مثنویوں میں کئی ایمان افزا نعتیں موجود ہیں۔ ان کی نعتیں لطا المعانی اور دل آویز ہیں۔ آسان الفاظ میں وہ ایک جہانِ معانی سمو دیتے ہیں۔ مثنوی "منطق الطیر" کی نعت چند اشعار دیکھیں جنھیں دوسرے فارسی مصنف اور شاعر بھی تبرکاً اپنی تصانیف میں نقل کرتے رہے ہیں:

خواجۂ دنیا و دین، گنج وفا   صدر و بدرِ ہر دو عالم، مصطفیٰ
پیشوائے انبیاء و مرسلین   مقتدائے اولین و آخرین

آفتاب شرع و دریای یقین   نورِ عالم، رحمة للعالمین
گوہر دریای تقوی ذاتِ او   تا ابد دائمی حق دعواتِ او
خواجۂ کونین و سلطانِ ہمہ   آفتابِ جان و ایمانِ ہمہ
حجتش "کنت نبیاً" از درون   دعوتش مہر رسالت از برون
چیست "والشمس"؟ آفتابِ روی او   چیست "واللیل"؟ آیت گیسوی او
بشنو از قرآن، مشو بیہودہ گم   حجت "الیوم اکملت لکم"
ہر دو عالم بستۂ فتراکِ او   عرش و کرسی قبلہ کردہ خاکِ او
پیشوای این جہان و آن جہان   مقتدای آشکارا و نہان
صاحبِ معراج و صدرِ کائنات   سایۂ حق، سایۂ خورشیدِ ذات
نوبتِ منشورِ "او ادنیٰ" زدہ   "لا نبی بعدی" این طغرا زدہ
مہترین و بہترین انبیا   رہنمای اصفیاء و اولیاء
مہدی اسلام و ہادی سبل   مفتی غیب و امام جزو کل
خواجہ کز ہر چہ گویم بیش بود   در ہمہ چیز از ہمہ در پیش بود
خویشتن را خواجۂ عصات گفت   "انما انا رحمة مہدات" گفت
ہر دو گیتی از وجودش نام یافت   عرش نیز از نام او آرام یافت
ہمچو شبنم آمدند از بحر جود   ہر دو عالم از طفیلش در وجود
چون طفیل نورِ او آمد امم   سوی کل مبعوث از آن شد لاجرم
گشت از انفاسش انوار آشکار   از دلِ پر فکرش اسرار آشکار
بود از عزت و شرف ذو القبلتین   ظل بی ظلی او بر خافقین
امہاتِ مومنین ازواجِ او   احترامِ مرسلین معراجِ او
انبیایش پس روند او پیشوا   عالمانِ امتش چون انبیا
بعثت او شد سرنگونی بتان   امتِ او بہترینِ امتان
ماہ را انگشت او بشگافتہ   مہر از فرمانش سر شافتہ

در میانِ کتف، او خورشید دار	داشت مہرِ نبوت آشکار
گشتہ در، خیر البلاد، او رہنمون	وھو خیر الخلق فی خیر القرون
آنچہ اول او شنید از غیب غیب	بود نورِ او بے ہیچ ریب
بعد ازاں آن نورِ عالی زد علَم	گشت عرش و کرسی و لوح و قلم
ختم کردہ حق نبوت را بدو	معجز و خلق و فتوت را بدو
کیست کو نہ تشنۂ دیدارِ اوست؟	تا بہ چوب و سنگ غرق کارِ اوست
چون بہ منبر بر شد آن دریائے نور	نالۂ حنانہ می شد دور دور...[۳۴]

مولانا روم

مولانا جلال الدین محمد رومی کی مجالسِ سبعہ، مکتوبات، فیہ مافیہ، دیوان اور مثنوی کے مختلف مقامات پہ سیرتِ رسولؐ سے استناد اور ذکرِ خیر الانام ملتا ہے۔ اس ذکر میں حُبِّ رسولؐ اور نعت کی باتیں بھی مضمر ہیں مثلاً مثنوی کے یہ چند اشعار:

نورِ احمدؐ باعثِ آفاق شد	نورِ احمدؐ شورشِ عشاق شد
گر نبودے نورِ احمد در جہان	کے شدے پیدا زمین و آسمان
اوست ایجادِ جہان را واسطہ	درمیان خلق و خالق واسطہ
صد کتاب و صد ورق در نار کن	روئے دل را جانبِ آن یار کن[۳۵]

مگر نعوتِ نبویہ کا ان کے دیوانِ کبیر (دیوانِ شمس تبریزی) میں مثنوی معنوی سے بھی زیادہ رنگ نظر آتا ہے۔ ہم یہاں بعض موضوعاتِ نعت کے بارے میں چند ابیات نقل کیے دیتے ہیں۔

حُبِّ رسولؐ

شد است نورِ محمد ہزار شاخ ہزار	گرفتہ در جہان از کنار تا کنار
اگر حجاب بدرد محمدؐ از یک شجاع	ہزار راہب و قسیس بردرد زنّار

---

۳۴ حنانہ یعنی بہت رونے والا اور استن یعنی ستون۔ مسجدِ نبویؐ کے چوبی ستون کا فراقِ رسولؐ میں رونے کا واقعہ مشہور ہے

۳۵ یہ اشعار مثنوی معنوی کے بعض نسخوں میں نہیں ملتے۔

مصطفی ام در دل ما گر رہ و مسند نکند ... شاید از نالہ کنیم، استنِ حنانہ شویم
بنواخت نورِ مصطفیٰ آن استنِ حنانہ را ... کمتر ز چوبے نیستی، حنانہ شو، حنانہ شو
ربود عقل و دلم را جمالِ آن عربی ... درون غمزۂ مستت ہزار بو العجبی
برادرم، پدرم، اصل و وصلِ من عشقست ... کہ خویشیِ عشق بماند نہ خویشیِ نسبی

واقعۂ معراج

از دو عالم دیدہ بر دوزم ... این من از مصطفیٰ بیا موزم
سرِ مازاغ دما طغیٰ را من ... جز از و از کجا بیا موزم؟

صحبتِ رسول کی سعادت

جہان و کار و ان سر بسر اگر باد است ... چرا ز بادہ مکافات داد و بیداد است؟
بیاد و بودِ محمد نگر کہ چون باقی است ... ز بعد ششصد و پنجاہ سخت بنیاد است
ز باد بولہب و جنسِ او نمی بینی ... کہ از فضیحت فسانہ شان یاد است؟
و انانکہ اخلاقِ مصطفیٰ جویند ... چون ابوبکرؓ و چون عمرؓ میرند
صدیقؓ با محمدؐ بر ہفت آسمان است ... ہرچند کران سر دو غار می نماید

عراقی ہمدانی (م ۶۸۸ھ)

شیخ فخر الدین عراقی جو مدتوں ملتان میں مقیم رہے اور آخری عمر دمشق میں گزار کر وہیں فوت ہوئے، ایک نامور مصنف اور شاعر تھے۔ ان کی شرح لمعات (اشعۃ اللمعات)، مثنوی عشاق نامہ اور دیوان اشعار مشہور ہے۔ یہاں ہم ان کی ایک معروف نعت کا انتخاب درج کر رہے ہیں۔ ان اشعار میں سیرتِ رسولؐ کا انعکاس ہے اور واقعۂ معراج کا بیان بھی۔

عاشقان چون بر در دل حلقۂ سودا زنند ... آتش سودائے جانان در دلِ شیدا زنند
رحمتِ عالم، رسول اللہ آن کو قدسیان ... بر درش لبیک اوحی اللہ ما اوحی زنند
آن شہنشاہے کہ بہر اعتصام انبیا ... عقدۂ فتراکِ او از عروۃ الوثقیٰ زنند
در ازل چون خطبۂ او "والضحیٰ" املا کنند ... نوبتش زیبد کہ "سبحان الذی اسریٰ" زنند
چون بساطِ قرب او از قابِ قوسین افگنند ... رایتِ اقبالِ او بر اوجِ "او ادنیٰ" زنند

طرۂ مشکین عنبر پاش از یٰسین چند | حلقۂ روئے بہشت آساش از طاھا زند

اور ذیل کے اشعار مثنوی عشاق نامہ سے ہیں جسے وہ نامہ بھی کہتے رہے ہیں :

نقل کن از وبال کفر بہ دین | مصطفیٰ را دلیل مطلق بین

خاتم انبیا ، رسول ہدیٰ | صاحب جبرئیل ، امین ہدیٰ

قصد و مقصود آخر و اوّل | اولین خلق و آخرین مرسل

صوفی خانقاہ الرحمان | عالم علم ، علم القرآن[۳۶]

آنکہ پوشید خلعت لولاک | وز بلندیش پست شد افلاک

خواجہ بارگاہ کونین اوست | سالک راہ قاب قوسین اوست

چاکرش آفتاب و بندہ سہیل | روئے او والضحیٰ و موز واللیل

سعدی شیرازی (م ۶۹۱ھ)

شیخ مصلح بن عبداللہ سعدی شیرازی کے ذکر کے ساتھ ہم ساتویں صدی ہجری کے اواخر تک کی منتخب نعتوں سے گل چینی کا کام مکمل کر رہے ہیں ۔ سعدی کی مجالس ششگانہ ، کلیات اور مثنوی بوستان میں کئی معنی خیز نعوت ملتی ہیں مگر ان کی نثر و نظم کے مجموعے "گلستان" کے مقدمے کے یہ عربی اشعار ان نعتوں سے زیادہ متداول اور زبان زد خاص و عام رہے ہیں :

شفیعٌ مطاعٌ نبیٌ کریم | قسیمٌ جسیمٌ نسیمٌ وسیم[۳۷]

بلغ العلیٰ بکمالہٖ | کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیع خصالہٖ | صلّوا علیہ و اٰلہٖ[۳۸]

سعدی غزلیات اور قصائد میں بھی نعتیں لکھتے رہے ۔ مثلاً یہ دو شعر ان کے ایک قصیدے کے ہیں :

۳۶ھ سورۃ الرحمٰن کی ابتدائی آیات

۳۷ھ یعنی حضرت محمدؐ شفیع ، واجب الاطاعت ، پیغمبر خدا ، سخی ، صاحب جمال ، خوش اندام ، صاحب خوشبو اور نبوت کی مہر

۳۸ھ یعنی نبی اکرمؐ اپنے کمال سے بلندی پر پہنچے اور آپ کے جمال سے تاریکی چھٹ گئی ۔ آپ کی سب عادات اور خصال عمدہ تھیں ۔ آپ اور آپ کی آل پر درود بھیجتے رہو ۔

دانی کہ در بیانِ اذا الشمس کوّرت[۳۹] | معنی چہ گفتہ اند بزرگانِ پارسا ؟
یعنی وجودِ خواجہ سرا زخاک برکند | خورشید و ماہ را نبود آن زمان ضیا

ان کی ایک پوری غزل نعتیہ ہے اور اس کا مطلع اس طرح ہے:

ماہ فرد ماند از جمالِ محمدؐ | سرو نباشد باعتدالِ محمدؐ

دسویں صدی ہجری کے ایک مصنف[۴۰] اور شاعر حافظ حسین کربلائی تبریزی (ابن الکربلائی م ۹۹۷ھ) نے ایسی ہی ایک نعتیہ غزل لکھی اور اس کے قافیہ و ردیف میں غزلِ سعدی کا تتبع کیا ہے۔ مثلاً:

احسن حسنے است اتصالِ محمدؐ | ابغض اشیا است انفعالِ محمدؐ
روشنی آفتاب و مہ چہ باشد؟ | شمہ از پرتوِ جمالِ محمدؐ

شیخ سعدی کی ذیل کی نعت ان کی مثنوی بوستان میں سے ہے۔ ان اشعار میں سیرتِ پاک مع رسولؐ اور معراج شریف کا کتنا دلآویز بیان ہے:

کریم السجایا، جمیل الشیم | نبی البرایا، شفیع الامم
امامِ رسل، پیشوائے سبیل | امینِ خدا، مہبطِ جبرئیل
شفیع الوریٰ، خواجۂ بعث و نشر | امام الہدیٰ، صدرِ دیوانِ حشر
کلیمے کہ چرخِ فلک طورِ اوست | ہمہ نورہا، پرتوِ نورِ اوست
یتیمے کہ ناخواندہ، قرآں درست | کتب خانۂ ہفت ملت بشست
چو عزمش برآہیخت شمشیرِ بیم | بمعجز میانِ قمر زد دو نیم
چو صیتش درافواہِ دنیا فتاد | تزلزل در ایوانِ کسریٰ فتاد
بہ لا قامتِ لات بشکست خرد | بہ اعزازِ دین آبِ عزیٰ ببرد
شبے برنشست از فلک برگزشت | بتمکین و جاہ از ملک درگزشت
چنان گرم در تیہِ قربت براند | کہ بر سدرہ جبرئیل از او بازماند

---

[۳۹] یعنی جب سورج لپیٹ لیا جائے۔ (تکویر : ۱)

[۴۰] وہ روضات الجنان و جنات الجنات کے مصنف ہیں۔ ج ۱۔ تہران ۱۹۶۵ اور ج ۲ - ۱۹۶۹ء

بدو گفت سالارِ بیت الحرام — کہ اے حاملِ وحی برتر خرام
چو در دوستی مخلصم یافتی — عنانم ز صحبت چرا تافتی؟
بگفتا: فراتر مجالم نماند — بماندم کہ نیروئے بالم نماند
اگر یکسر موئے برتر پرم — فروغ تجلی بسوزد پرم
نماند بعصیان کسے در گرو — کہ دارد چنین سیدے پیشرو
چہ نعت پسندیدہ گویم ترا؟ — علیک السلام نبی الوریٰ
درود ملک بر روان تو باد — بر اصحاب و بر پیروان تو باد
ترا عزِّ لولاک تمکین بس است — ثنائے تو طٰہٰ و یاسین بس است

ترجمہ:۔ نبی اکرمؐ بندگانہ عادات اور عمدہ خصلتوں والے تھے۔ وہ سب مخلوق کے نبی اور جملہ امتوں کے شفیع ہیں۔ آپ رسولوں کے امام ہدایت، راہوں کے ہادی، خدا کے امین اور جبرئیل کے مہبط و مورد تھے۔ آپ مخلوق کے شافع، بعث و نشر کے مالک، امام ہدایت اور میدانِ حشر کے صدر نشین ہیں۔ آپ وہ کلیم تھے جن کا طور آسمان تھا۔ دنیا کی جملہ روشنیاں آپ کے نور کا عکس ہیں۔ آپ ایک اُمّی یتیم تھے مگر قرآنِ مجید کی بدولت جملہ قوموں کے کتب خانوں کو انھوں نے اپنے تہ نگیں کر دیا۔ آپ کے عزمِ جزم نے جب شمشیرِ بیم اٹھائی تو از روئے معجزہ چاند کے دو ٹکڑے کر دیے۔ آپ کی شہرت جب دنیا میں پھیلی تو کسریٰ کے ایوانوں میں لرزہ و ارتعاش آنے لگا۔ آپ نے لاالٰہ کے ذریعے لات بت کو چکنا چور کر دیا اور دین کی عزت سے عزیٰ کے بت کو بے آبرو بنا دیا۔ ایک رات آپ سوار ہو کر افلاک سے گزرے۔ آپ شان و شکوہ میں فرشتوں سے بڑھ کر تھے۔ قربِ خداوندی کے میدان میں آپ اس قدر تیز گام تھے کہ مقامِ سدرہ پر حضرت جبرئیل واماندہ ہو گئے۔ بیتِ حرم کے سالارؐ نے فرمایا: اے حاملِ وحی! آگے آجاؤ۔ مجھے تم نے ایک مخلص دوست کے طور پر آزما لیا ہے۔ اب میری صحبت سے بھاگ کیوں رہے ہو؟ حضرت جبرئیل بولے: مجھے آگے بڑھنے کی سکت نہیں۔ بازوؤں میں مزید طاقت پرواز نہ ہونے سے رک رہا ہوں۔ اگر میں ذرا سا آگے بڑھوں تو تجلیِ باری سے میرے پر جل جائیں گے۔ جس گناہ گار کو ایسا نبی میسر ہو، تو وہ عذاب میں گرفتار کیوں رہے گا؟۔ اے نبیِ خلائق! میں اس سے زیادہ اور کیا نعت کہوں کہ آپ پر درود و سلام کی بارش جاری رہے۔ آپؐ، آپؐ کے صحابہؓ اور اُمتیوں پر فرشتوں کا درود و سلام ہو۔ "لولاک" کی شان و شوکت کا اعزاز آپؐ کے لیے کافی ہے، طٰہٰ اور یٰسین کے قرآنی کلمات آپ کی نعت و توصیف کے لیے مناسب تر ہیں۔